بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ماہنامہ جرمنی

اخبار احمدیہ

جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

جلد نمبر۔ 11 مدیر: نعیم احمد نیّر کتابت و ڈیزائننگ: رشید الدین، عاصم شہزاد، ماہ تبلیغ۔ ہش 1385 بمطابق۔ فروری 2006ء شمارہ نمبر 2,

رسالہ ''الوصیت'' میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیش گوئی بابت ''مصلح موعودؓ''

خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا۔ اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا۔ اور بہت سے لوگ سچائی قبول کریں گے۔ سو ان دنوں کے منتظر رہو۔ اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اس کے وقت میں ہوتی ہے۔ اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔ (رسالہ الوصیت، صفحہ ۸، حاشیہ، مطبوعہ، ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء، بمقام قادیان)

کتاب ''رنگیلا رسول'' اور رسالہ ''ورتمان'' کا فتنہ

جماعت احمدیہ کا زبردست دفاع اور تحفظ ناموس رسول کے لئے ملک گیر تحریک کا آغاز

اُس دور میں (خلافت ثانیہ کے چودھویں سال۔ ناقل) بعض بدزبان اور دریدہ دہن آریہ مصنف آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکات پر خاص طور پر حملے کر رہے تھے چنانچہ ایک آریہ سماجی راجپال نے ''رنگیلا رسول'' نامی کتاب شائع کی اور اس میں مقدس بانی اسلام کی نسبت نہایت درجہ دلخراش اور اشتعال انگیز باتیں لکھیں جس پر حکومت کی طرف سے مقدمہ چلا۔ یہ مقدمہ ابھی زیر سماعت تھا کہ امرتسر کے ہندو رسالہ ''ورتمان'' نے مئی 1927ء کی اشاعت میں ایک بے حد دلآزار مضمون شائع کیا جس میں ایک آریہ دیوی شرن شرما نے افسانوی صورت میں آنحضرت ﷺ کے خلاف یہ دکھانے کی کوشش کی کہ (معاذ اللہ) مبتلائے عذاب ہیں اور اس کی وجہ (خاکش بدہن) شہوت رانی ہے۔ اس شرمناک فسانہ میں حضور علیہ التحیۃ والسلام اور حضور کے مقدس اہل بیت کے نام بھی بگاڑ کر پیش کئے گئے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ولولہ انگیز بیان اور اس کا زبردست ردعمل

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے یہ اشتعال انگیز مضمون دیکھتے ہی ایک پوسٹر شائع فرمایا جس کا عنوان تھا ''رسول کریم ﷺ کی محبت کا دعویٰ کرنے والے کیا اب بھی بیدار نہ ہوں گے'' اس پوسٹر میں حضور نے نہایت پرشوکت اور پرجلال انداز میں تحریر فرمایا: ''کیا اس سے زیادہ اسلام کے لئے کوئی اور مصیبت کا دن آسکتا ہے؟ کیا اس سے زیادہ ہماری بیکسی کوئی اور صورت اختیار کر سکتی ہے؟ کیا ہمارے ہمسایوں کو یہ معلوم نہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ فداہ نفسی واہلی کو اپنی ساری جان اور سارے دل سے پیار کرتے ہیں اور ہمارے جسم کا ذرہ ذرہ اس پاک بازوں کے سردار کی جوتیوں کی خاک پر بھی فدا ہے اگر وہ اس امر سے واقف ہیں تو پھر اس قسم کی تحریرات سے سوائے اس کے اور کیا غرض ہو سکتی ہے کہ ہمارے دلوں کو زخمی کیا جائے اور ہمارے سینوں کو چھیدا جائے اور ہماری ذلت اور بے بسی کو نہایت بھیانک صورت میں ہماری آنکھوں کے سامنے لایا جائے اور ہم پر ظاہر کیا جائے کہ مسلمانوں کے احساسات کی ان لوگوں کو اس قدر بھی پرواہ نہیں جس قدر کہ ایک امیر کبیر کو ایک ٹوٹی ہوئی جوتی کی ہوتی ہے لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا مسلمانوں کو ستانے کے لئے ان لوگوں کو کوئی اور راستہ نہیں ملتا۔ ہماری جانیں حاضر ہیں ہماری اولادوں کی جانیں حاضر ہیں، جس قدر چاہیں ہمیں دکھ دے لیں لیکن خدارا نبیوں کے سردار کی ہتک کر کے اپنی دنیا اور آخرت کو تباہ نہ کریں کہ اس پر حملہ کرنے والوں سے ہم بھی صلح نہیں کر سکتے۔ ہماری طرف سے بار بار کہا گیا ہے اور میں پھر دوبارہ ان لوگوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری جنگل کے درندوں اور بَن کے سانپوں سے صلح ہو سکتی ہے لیکن ان لوگوں سے ہرگز صلح نہیں ہو سکتی جو رسول کریم ﷺ کو گالیاں دینے والے ہیں۔ بیشک وہ قانون کی پناہ میں جو کچھ چاہیں کر لیں اور پنجاب ہائی کورٹ کے تازہ فیصلہ کی آڑ میں جس قدر چاہیں ہمارے رسول کریم ﷺ کو گالیاں دے لیں لیکن وہ یاد رکھیں کہ گورنمنٹ کے قانون سے بالا اور قانون بھی ہے اور وہ خدا کا بنایا ہوا قانون فطرت ہے وہ اپنی طاقت کی بنا پر گورنمنٹ کے قانون کی زد سے بچ سکتے ہیں لیکن قانون قدرت کی زد سے نہیں بچ سکتے اور قانون قدرت کا یہ اٹل اصل پورا ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جس کی ذات سے ہمیں محبت ہوتی ہے اس کو برا بھلا کہنے کے بعد کوئی شخص ہم سے محبت اور صلح کی توقع نہیں رکھ سکتا۔

پھر مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

اے بھائیو! میں دردمند دل سے پھر آپ کو کہتا ہوں کہ بہادر وہ نہیں جو لڑ پڑتا ہے، وہ بزدل ہے کیوں کہ وہ اپنے نفس سے دب گیا ہے۔ بہادر وہ ہے جو ایک مستقل ارادہ کر لیتا ہے اور جب تک اس کو پورا نہ کر لے اس سے پیچھے نہیں ہٹتا۔ پس اسلام کی ترقی کے لئے اپنے دل میں تینوں باتوں کا عہد کر لو۔ اول یہ کہ آپ خشیت اللہ سے کام لیں گے اور دین کو بے پرواہی کی نگاہ سے نہیں دیکھیں گے۔ دوسرے یہ کہ آپ تبلیغ اسلام سے پوری دلچسپی لیں گے اور اس کام کے لئے اپنی جان اور اپنے مال کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ اور تیسرے یہ کہ آپ مسلمانوں کو تمدنی اور اقتصادی غلامی سے بچانے کے لئے پوری کوشش کریں گے اور اس وقت تک بس نہیں کریں گے جب تک کے مسلمان اس کچل دینے والی غلامی سے بکلی آزاد نہ ہو جائیں اور جب آپ یہ عہد کر لیں تو پھر ساتھ ہی اس کے مطابق اپنی زندگی بسر کرنے لگیں۔ یہی وہ سچا اور حقیقی بدلہ ہے ان گالیوں کا جو اس وقت بعض ہندو مصنفین کی طرف سے رسول کریم ﷺ فداہ نفسی واہلی کو دی جاتی ہیں۔ اور یہی وہ سچا اور حقیقی علاج ہے جس سے بغیر فساد اور بدامنی پیدا کرنے کے مسلمان خود طاقت پکڑ سکتے ہیں اور دوسروں کی مدد کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں ورنہ اس وقت تو نہ وہ اپنے کام کے ہیں نہ دوسروں کے کام کے اور وہ قوم ہے بھی کس کام کی جو اپنے سب سے پیارے رسول ﷺ کی عزت کی حفاظت کے لئے حقیقی قربانی نہیں کر سکتی۔ کیا کوئی دردمند دل ہے جو اس آواز پر لبیک کہہ کر اپنے علاقہ کی درستی کی طرف توجہ کرے اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کا وارث ہو۔ (تاریخ احمدیت (مؤلفہ دوست محمد شاہد صاحب) صفحہ 596..598 جلد چہارم)

بِسمِ اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

ماہنامہ جرمنی

اخبار احمدیہ

جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

جلد نمبر۔11 مدیر: نعیم احمد نیّر کتابت و ڈیزائننگ: رشید الدین، عاصم شہزاد، ماہ۔تبلیغ۔ہش۔1385 بمطابق۔فروری 2006ء شمارہ نمبر 2

رسالہ ''الوصیت'' میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی پیش گوئی بابت ''مصلح موعودؓ''

خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا۔ اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا۔ اور بہت سے لوگ سچائی قبول کریں گے۔ سو ان دنوں کے منتظر رہو۔ اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اس کے وقت میں ہوتی ہے۔ اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا ابھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔ (رسالہ الوصیت، صفحہ ۸، حاشیہ، مطبوعہ، ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء، بمقام قادیان)

کتاب ''رنگیلا رسول'' اور رسالہ ''ورتمان'' کا فتنہ

جماعت احمدیہ کا زبردست دفاع اور تحفظ ناموس رسول کے لئے ملک گیر تحریک کا آغاز

اُس دور میں (خلافت ثانیہ کے چودھویں سال۔ ناقل) بعض بدزبان اور دریدہ دہن آریہ مصنف آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکات پر خاص طور پر حملے کر رہے تھے چنانچہ ایک آریہ سماجی راجپال نے ''رنگیلا رسول'' نامی کتاب شائع کی اور اس میں مقدس بانی اسلام کی نسبت نہایت درجہ دلخراش اور اشتعال انگیز باتیں لکھیں جس پر حکومت کی طرف سے مقدمہ چلا۔ یہ مقدمہ ابھی زیر سماعت تھا کہ امرتسر کے ہندو رسالہ ''ورتمان'' نے مئی 1927ء کی اشاعت میں ایک بے حد دلآزار مضمون شائع کیا جس میں ایک آریہ دیوی شرن شرما نے افسانوی صورت میں آنحضرت ﷺ کے خلاف یہ دکھانے کی کوشش کی کہ (معاذ اللہ) بتلائے عذاب ہیں اور اس کی وجہ (خاکش بدہن) شہوت رانی ہے۔ اس شرمناک فسانہ میں حضور علیہ التحیۃ والسلام اور حضور کے مقدس اہل بیت کے نام بھی بگاڑ کر پیش کئے گئے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ولولہ انگیز بیان اور اس کا زبردست ردعمل

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے یہ اشتعال انگیز مضمون دیکھتے ہی ایک پوسٹر شائع فرمایا جس کا عنوان تھا ''رسول کریم ﷺ کی محبت کا دعویٰ کرنے والے کیا اب بھی بیدار نہ ہوں گے'' اس پوسٹر میں حضور نے نہایت پرشوکت اور پرجلال انداز میں تحریر فرمایا:۔ ''کیا اس سے زیادہ اسلام کے لئے کوئی اور مصیبت کا دن آسکتا ہے؟ کیا اس سے زیادہ ہماری بیکسی کوئی اور صورت اختیار کر سکتی ہے؟ کیا ہمارے ہمسایوں کو یہ معلوم نہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ فداہ نفسی واہلی کو اپنی ساری جان اور سارے دل سے پیار کرتے ہیں اور ہمارے جسم کا ذرہ ذرہ اس پاک بازوں کے سردار کی جوتیوں کی خاک پر بھی فدا ہے اگر وہ اس امر سے واقف ہیں تو پھر اس قسم کی تحریرات سے سوائے اس کے اور کیا غرض ہو سکتی ہے کہ ہمارے دلوں کو زخمی کیا جائے اور ہمارے سینوں کو چھیدا جائے اور ہماری ذلت اور بے بسی کو نہایت بھیانک صورت میں ہماری آنکھوں کے سامنے لایا جائے اور ہم پر ظاہر کیا جائے کہ مسلمانوں کے احساسات کی ان لوگوں کو اس قدر بھی پرواہ نہیں جس قدر کہ ایک امیر کبیر کو ایک ٹوٹی ہوئی جوتی کی ہوتی ہے لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا مسلمانوں کو ستانے کے لئے ان لوگوں کو کوئی اور راستہ نہیں ملتا۔ ہماری جانیں حاضر ہیں ہماری اولادوں کی جانیں حاضر ہیں، جس قدر چاہیں ہمیں دکھ دے لیں لیکن خدا را نبیوں کے سردار کی ہتک کر کے اپنی دنیا اور آخرت کو تباہ نہ کریں کہ اس پر حملہ کرنے والوں سے ہم بھی صلح نہیں کر سکتے۔ ہماری طرف سے بار بار کہا گیا ہے اور میں پھر دوبارہ ان لوگوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری جنگل کے درندوں اور بَن کے سانپوں سے صلح ہو سکتی ہے لیکن ان لوگوں سے ہرگز صلح نہیں ہو سکتی جو رسول کریم ﷺ کو گالیاں دینے والے ہیں۔ بیشک وہ قانون کی پناہ میں جو کچھ چاہیں کر لیں اور پنجاب ہائی کورٹ کے تازہ فیصلہ کی آڑ میں جس قدر چاہیں ہمارے رسول کریم ﷺ کو گالیاں دے لیں لیکن وہ یاد رکھیں کہ گورنمنٹ کے قانون سے بالا اور قانون بھی ہے اور وہ خدا کا بنایا ہوا قانون فطرت ہے وہ اپنی طاقت کی بنا پر گورنمنٹ کے قانون کی زد سے بچ سکتے ہیں لیکن قانون قدرت کی زد سے نہیں بچ سکتے اور قانون قدرت کا یہ اٹل اصل پورا ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جس کی ذات سے ہمیں محبت ہوتی ہے اس کو برا بھلا کہنے کے بعد کوئی شخص ہم سے محبت اور صلح کی توقع نہیں رکھ سکتا۔

پھر مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

اے بھائیو! میں دردمند دل سے پھر آپ کو کہتا ہوں کہ بہادر وہ نہیں جو لڑ پڑتا ہے، وہ بزدل ہے کیوں کہ وہ اپنے نفس سے دب گیا ہے۔ بہادر وہ ہے جو ایک مستقل ارادہ کر لیتا ہے اور جب تک اس کو پورا نہ کر لے اس سے پیچھے نہیں ہٹتا۔ پس اسلام کی ترقی کے لئے اپنے دل میں تینوں باتوں کا عہد کر لو۔ اول یہ کہ آپ خشیت اللہ سے کام لیں گے اور دین کو بے پرواہی کی نگاہ سے نہیں دیکھیں گے۔ دوسرے یہ کہ آپ تبلیغ اسلام سے پوری دلچسپی لیں گے اور اس کام کے لئے اپنی جان اور اپنے مال کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ اور تیسرے یہ کہ آپ مسلمانوں کو تمدنی اور اقتصادی غلامی سے بچانے کے لئے پوری کوشش کریں گے اور اس وقت تک بس نہیں کریں گے جب تک کہ مسلمان اس کچل دینے والی غلامی سے بکلی آزاد نہ ہو جائیں اور جب آپ یہ عہد کر لیں تو پھر ساتھ ہی اس کے مطابق اپنی زندگی بسر کرنے لگیں۔ یہی وہ سچا اور حقیقی بدلہ ہے ان گالیوں کا جو اس وقت بعض ہندو مصنفین کی طرف سے رسول کریم ﷺ فداہ نفسی واہلی کو دی جاتی ہیں۔ اور یہی وہ سچا اور حقیقی علاج ہے جس سے بغیر فساد اور بدامنی پیدا کرنے کے مسلمان خود طاقت پکڑ سکتے ہیں اور دوسروں کی مدد کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں ورنہ اس وقت تو نہ وہ اپنے کام کے ہیں نہ دوسروں کے کام کے اور وہ قوم ہے بھی کس کام کی جو اپنے سب سے پیارے رسول ﷺ کی عزت کی حفاظت کے لئے حقیقی قربانی نہیں کر سکتی۔ کیا کوئی دردمند دل ہے جو اس آواز پر لبیک کہہ کر اپنے علاقہ کی درستی کی طرف توجہ کرے اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کا وارث ہو۔ (تاریخ احمدیت (مؤلفہ دوست محمد شاہد صاحب) صفحہ 596..598 جلد چہارم)

خودترسی اور جذباتی کمزوری، بچوں کا ایک گہرا نفسیاتی مسئلہ

(ڈاکٹر امتہ الرقیب، فرنکفرٹ، جرمنی)

خودترسی کیا ہے؟ اور اس کے کیا نقصانات ہیں، اس سے کیسے بچا جاسکتا اور اپنے بچوں کو کیسے بچایا جاسکتا ہے (خدا کی مدد کے ساتھ)۔ اب ہم یہ سب دیکھتے ہیں کبھی یہ صرف خودترسی نہیں رہتی اپنے پہ ترس کھانے والا انسان اپنے اردگرد کے لوگوں پہ ترس کر رہا ہوتا ہے اور جذباتی کمزوری کا انکو بھی انجانے میں شکار کر لیتا ہے۔ ترس اور ہمدردی میں بہت فرق ہے اسکی مثال یوں ہے کہ کسی بچے کو اگر چلنا مشکل لگتا ہے تو ہم اس کو بیساکھی پکڑا دیں یا اس کا ہاتھ اپنے کندھے پر رکھ لیں یہ ترس ہے۔ ہمدردی یہ ہے کہ اسے چلنا سکھانے کی کوشش کریں چاہے وہ بار بار گرے مگر پھر اٹھے اور بار بار اٹھ کر پھر چلنا سیکھ بھی لے اور جب وہ گرے تو ہم بار بار

خاص طور پر پڑھائی میں وہ شدید عدم تحفظ کا شکار ہوتے ہیں

بھاگ کر اسے نہ اٹھائیں اسے خود اٹھنا سکھائیں کیوں کہ زندگی میں اگر کبھی وہ جذباتی طور پر گر جائے گا تو ہر بار ہوسکتا ہے اسے کوئی اٹھانے والا انسان نہ آئے اور خدا کی مدد سے اسے خود ہی اٹھنا ہو اور وہ اتنا مظبوط ہو کہ دوسرے گرے ہوئے لوگوں کو بھی اٹھانے کی کوشش کرے۔ جو زمین پر گر جائے وہ مسکین ہوتا ہے اور مسکین کو کھڑا کرنا کامیابی کی چوٹی پہ چڑھنا ہے، یہ بچے اس لیے پیدا نہیں ہوئے کہ کسی کمزور کیڑے کی طرح لوگوں کے پاؤں تلے آئیں بلکہ یہ بچے خدا کے فضل اور رحم سے خود کھڑے ہونے اور گرتے ہوئے مسکین کو اٹھانے کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ دوسری طرح کے لوگ خدا کی مدد سے خود کھڑا ہونے کی کوشش کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی کھڑا کرنے کی کوشش کرتے ہیں یہی لوگ برکت والے لوگ ہیں کیوں کہ آنحضور ﷺ کی بعثت کا ایک عظیم مقصد گرے ہوئے طبقاتِ انسانی کو کھڑا کرنا بھی ہے۔ تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو جذباتی طور پہ کمزور ہوتے ہیں خود پہ ترس کرتے ہیں کسی صدمے سے جلدی گر جاتے ہیں اپنی قدرتی صلاحیتوں سے بہت کم فائدہ اٹھا سکتے ہیں ایسے بچے باوجود قابلیت میں زیادہ ہونے کے بہت سے مضبوط بچوں سے پیچھے رہ جاتے ہیں پڑھائی میں بھی اور جماعتی پروگراموں میں بھی، ایسے بچے اپنی ذات کے خول میں بند ہوتے ہیں وہ اپنی توجہ صحیح طرح ایک جگہ نہیں لگا سکتے خاص طور پر پڑھائی میں وہ شدید عدم تحفظ کا شکار ہوتے ہیں اکثر اوقات بے حدسست ہوتے ہیں ان کی ذہنی بلوغت کی عمر جسمانی عمر سے کم ہو جاتی ہے ہنگامی حالات میں عمل کرنے کی صلاحیت کم ہو جاتی ہے کئی بار اُن کے اخلاق اور کردار پہ بہت بُرا اثر پڑتا ہے اکثر ان کو شکایات پیدا ہو جاتی ہیں وہ سہارے تلاش کرتے رہتے ہیں جن کے پیچھے چھپ سکیں ان میں آہستہ آہستہ تحمل، برداشت، مستقل مزاجی، بہادری اور دوسروں کی تکلیف محسوس کرنے کی صلاحیت کم ہونے لگتی ہے اگر ہم اپنے بچوں کو چھوٹی عمر سے خود پہ انحصار کرنا نہیں سکھائیں گے تو بعد میں سکھانا بہت مشکل ہوگا ہمارے رویئے بچوں کو دوسروں پر انحصار کرنے والا بنا سکتے ہیں مثلاً ہم بچوں کے چھوٹے چھوٹے کام بھی خود کرنے کی کوشش کریں جبکہ وہ اُس کو کر سکتے ہوں اگر بچے کو ہلکی سی چوٹ آئے یا وہ گر جائے تو ہم بھاگ کر اٹھانے جائیں ایسے بچے اپنی معمولی سی چوٹ کو سارے گھر کو دکھاتے ہیں اور گھر والے اس سے ہمدردی کرتے ہیں، ہمارے ایسے رویوں سے بچوں کو بہت سخت نقصان ہوسکتا ہے جب ہم بچوں کو حد سے زیادہ حفاظت دینے کی کوشش کریں کہ ہمارا بچہ کسی کی بات برداشت نہیں کر سکتا اس کو کسی نے کیوں ڈانٹا، ہمارے بچوں کو سردی لگ جائے گی، یہ بھوک برداشت نہیں کر سکتا، ہمارے بچے کے ساتھ بے انصافی ہوگئی، ہاں جہاں ضرورت ہو وہاں بچے کے اندر بیلنس اور خود اعتمادی پیدا کرنے کے لیے مناسب حفاظت بھی دیں مگر حد سے زیادہ حفاظت میں رہنے والے بچوں کو بڑے ہو کے بہت مشکل ہوتی ہے ان کی مثال ایک ایسے انسان کی سی ہوتی ہے جس کو ایسے جنگل میں جہاں درندے بھی ہوں خالی ہاتھ چھوڑ دیا جائے وہ

جو کسی کو پیچھے کرے خدا اُسے پیچھے کردے

بالکل اپنا دفاع نہیں کر سکتے دنیا میں بہت سے لوگ بے حد بے رحم بھی ہوتے ہیں وہ ایسے بچوں کو پاؤں تلے روند دیں گے، وہ دوسرے لوگوں کو پیچھے کرتے ہیں جو کسی کو پیچھے کرے خدا اُسے پیچھے کر دے گا، خدا بزدلی کو بھی پسند نہیں کرتا اگر ایک کمزور دکھائی دینے والے انسان اور ایک ظالم کا مقابلہ ہو تو وقتی طور پر پہلے بزدل ہارے گا پھر بعد میں خدا ظالم کو بھی پکڑے گا کیوں کہ حالات کا مقابلہ کرنے میں جو انسان مضبوطی اور بہادری کا مظاہرہ نہیں کرتا اور خود پہ ترس کرتا ہے کہ میں بیچارہ اور میری قسمت یہ سب میرے ساتھ یعنی ایسا کیوں ہوا وہ اپنے عظیم شان والے خدا کو (نعوذ باللہ) بدنام کرتا ہے وہ ایک قادر اور مقتدر خدا کا غلام ہے تو کمزور کیوں ہے ہاں صبر کا یہ مطلب ہے کہ انسان میں مضبوطی ہو، طاقت ہو، مگر وہ خدا کی خاطر اپنا ہاتھ روک لے اپنا حق موقعہ محل کے حساب

جو انسان خدا کے آگے گر جائے خدا اُسے دنیا کے آگے نہیں گرنے دیتا

سے کبھی لے لے اور کبھی چھوڑ بھی دے مگر بزدلی سے نہیں صبر کا مطلب بے چارگی نہیں ہے اس کا مطلب حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے کہ صبر کا مطلب مصیبت کی برداشت کا ہوتا ہے اختلافات کو نظر انداز کرنے کا ہوتا ہے اور مشکلات کے باوجود مستقل مزاجی سے نیک کاموں میں لگے رہنے کا ہوتا ہے کیوں کہ مصیبت کا غم انسان کے پاؤں کی زنجیر بن جاتا ہے اُس کو آگے بڑھنے نہیں دیتا اس لیے خدا نے صبر کرنے کو کہا تا کہ انسان آگے بڑھتا رہے اور اولوالعزم انسان خدا کو پسند ہے ہمارا رویّہ ایسا ہو کہ ہم اپنے بچوں کو روزمرہ کاموں میں خوشی محسوس کرنا مشکلات کے باوجود خوش ہونا اور زندگی کو چیلنج سمجھ کر گزارنا سکھائیں اور جفاکش بنائیں۔ صحابہؓ کو دیکھو ایک صحابیؓ عمرہ کے موقعہ پر اکڑ اکڑ کر طواف کر رہے تھے کیوں، اس لئے کہ کافر طواف دیکھ رہے تھے، کہیں وہ ٹیڑھی کمریں دیکھ کر خوش نہ ہو جائیں۔ رسول کریم ﷺ نے دیکھا تو ان کو بلایا اور کہا اکڑنا خدا کو بہت ناپسند ہے لیکن تمھارے اکڑنے پہ خدا بہت خوش ہوا ہے، خدا کو تمھاری یہ ادا بڑی پسند آئی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ملک پر آفت آئے تو مومن سے زیادہ اور کون غمگین ہوگا مگر اپنے غم کا تحفہ رات کے وقت خدا کے آگے نذر کے طور پر پیش کرو اور اپنی مسکراہٹیں دن کے وقت بکھیرو تا کہ دشمن یہ نہ سمجھے کے طوفان نے تمھاری کمریں توڑ ڈالی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی توحید پہ کامل یقین انسان کو مضبوط کرتا ہے اس لیے باریک سی شرک کی بو بھی انسان کو کمزور کر دیتی ہے۔ جو انسان خدا کے آگے اطاعت کرتے ہوئے کامل طور پر گر جائے خدا تعالیٰ اُسے دنیا کے آگے نہیں گرنے دیتا۔

قومی مضبوطی کے لیے ضروری ہے کہ قوم یتیموں بیواؤں کمزور بوڑھے لوگوں کے حقوق کی حفاظت کرے اور ان کی عزت کرے جہاں حقوق کی حفاظت کی جاتی ہے اُس قوم کے لوگ قربانی کرنے سے نہیں ڈرتے اُن کو معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ مر گئے تو ان کے بچوں کو قوم سنبھال لے گی۔ جو قومیں قربانی کرنا جاری رکھتی ہیں وہ قومیں زندہ رہتی ہیں جن قوموں میں خودغرضی آجاتی ہے ایثار چلا جاتا ہے وہ قومیں تباہ ہو جاتیں ہیں خدا اُن کی جگہ اور لوگ لے آتا ہے اسلام اس لیے بھی بیواؤں اور یتیموں کے حقوق پر زور دیتا ہے جن قوموں میں ڈسپلن ہو ان میں مضبوطی آتی ہے اس لیے آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنی صفیں سیدھی رکھو ورنہ تمھارے دل ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ ڈسپلن سے یک جہتی، اتحاد، مضبوطی آتی ہے بچوں کو ڈسپلن سکھانا بے حد ضروری ہے۔ مالی قربانی کرنے سے مضبوطی آتی ہے اگر پیسہ زیادہ سے زیادہ افراد میں چکر کھائے تو قومیں مضبوط ہوتی ہیں، عدم تحفظ سے بخل پیدا ہوتا ہے انسان سمجھتا ہے کہ وہ بھوکا اور بے گھر ہو جائے گا اس کو خدا تعالیٰ پر توکل نہیں ہوتا، بچوں کے ہاتھ سے دوسروں کو دلوائیں جو بچہ اپنے عزیز پیسے کو ہاتھ سے دے سکتا ہے وہ مضبوط ہوگا۔ بچوں کے سامنے والدین ایک دوسرے کی کمزوریاں اور برائیاں نمایاں کر کے نہ دکھائیں بچوں کو لڑائی میں فریق یا ہتھیار بنانے کی کوشش نہ کریں جب کوئی والد یا والدہ بچے کو ایک دوسرے کے خلاف کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس طرح وہ جذباتی طور پر بچے کے دو ٹکڑے کر رہے ہوتے ہیں۔ ہم کوشش کریں کہ ہمارے بچے اندرونی محرک سے کام کریں یعنی خدا کی خاطر کام کریں ترقی کریں پڑھائی کریں اور اپنے کام میں اُن کو مزا آئے اس کو دلچسپی سے کریں ہر بار بیرونی محرک سے کام نہ کریں یعنی صرف تعریف کے لیے یا انعام کے لالچ میں نہ کریں بچوں کی تعریف بھی کریں مگر بچے کو تعریف کی حرص نہ ہو تعریف کی حرص اُسکو ترقی نہیں کرنے دے گی اُسکی ترقی کے پر کاٹ دے گی بچوں کے ساتھ کھیلیں بھاگیں دوڑیں اس طرح تفریح بھی ہوگی اور صحت بھی اچھی ہوگی بچے کو سچ بولنے سے مضبوطی ملے گی مگر سچ کا مطلب کسی کا دل

بچوں کو غصہ برداشت کرنے کی عادت ڈالیں

دکھانا نہ ہو اور اپنے راز دینا بھی نہ ہو۔ بچوں کو غصہ برداشت کرنے کی عادت ڈالیں کبھی کبھی اُسے وہ کر کے دکھائیں جو بچہ غصہ میں کرتا ہے چیخنا چلانا اکثر بچوں کے ساتھ ایسا کریں تو وہ غصہ نہیں کرتے شرمندہ ہوتے ہیں کہتے ہیں نہیں کرو۔ نہ کرو۔ ان کو یقین نہیں آتا کہ وہ یہ کرتے ہیں۔ بچوں کو بغیر لڑے اپنا حق لینا آنا چاہئے، مضبوطی سے مگر چیخے چلائے بغیر، بچوں میں توازن ہو۔ اگر کسی بچے کا جانور گم جائے یا کھلونا ٹوٹ جائے تو اسے اپنے پہ ترس نہ کرنے دیں اس سے کہیں کہ دنیا میں ایسے ہو جاتا ہے دنیا میں اور کئی طرح کے غم آسکتے (بقیہ صفحہ ۳

خلافت محمود، خلافت ثانیہ کا انتخاب

از قلم حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ

حضرت مسیح موعودؑ پر انکشاف

جب انجمن کا قیام ہو رہا تھا ان دنوں کا ذکر ہے کہ باہر کوئی میٹنگ انجمن کے ارکان کے انتخاب کی یا مقرر شدہ لوگوں کی قوانین وغیرہ کے متعلق ہو رہی تھی۔(کیونکہ انجمن بن رہی تھی یا بن چکی تھی یہ مجھے علم نہیں نہ ٹھیک یاد ہے)حضرت سیدنا بڑے بھائی صاحب باہر سے آکر آپ کو رپورٹ کرتے اور باتیں بتا کر جاتے تھے۔آپؑ حضرت اماں جان والے صحن میں ٹہل رہے تھے جب حضرت سیدنا بڑے بھائی صاحب آخری بار کچھ باتیں کر کے چلے گئے تو آپ دارالبرکات کے صحن کی جانب آئے اور وہاں سے حجرہ میں جانے کے لئے دروازہ کی جانب اترنے والی سیڑھی کے پاس آکر کھڑے ہو گئے۔حضرت اماں جانؓ پہلے سے وہاں کھڑی تھیں۔میں حضرت مسیح موعودؑ کے پیچھے ساتھ ساتھ چلی آئی تھی اور پیچھے کھڑی ہو گئی،آپ کی پیٹھ کی جانب بلکل قریب۔اس وقت آپ نے جیسے سیدھے کھڑے تھے اسی طرح بغیر گردن موڑے کلام کیا۔مگر بظاہر حضرت اماں جانؓ سے سے ہی مخاطب معلوم ہوتے تھے۔فرمایا ’’کبھی تو ہمارا دل چاہتا ہے کہ محمود کی خلافت کی بابت ان لوگوں کو بتادیں پھر میں سوچتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء اپنے وقت میں خود ہی ظاہر ہو جائے گا‘‘۔اسی ترتیب سے پہلے فقرہ میں ’’ہمارا‘‘ کہا دوسرے میں ’’میں‘‘ فرمایا اور غیر محسوس وقفہ سے یہ دوسرا فقرہ ادا فرمایا۔مجھے قسم ہے اپنے مالک وخالق ازلی وابدی خدا کی جس کے حضور میں بنے بھی اور سب نے حاضر ہونا ہے اور وہی میرا شاہد ہے۔میرا حاضر وناظر خدا جس کے پاس اب میرے جانے کا وقت قریب ہے کہ یہ سچ اور بلکل حق ہے کہ ان الفاظ میں ذرا بھی فرق نہیں۔مجھے ایک ایک لفظ ٹھیک یاد رہا اور ایسا کچھ خدا تعالیٰ کے تصرف سے میرے دماغ پر نقش ہوا اور دل پر رکھا گیا کہ میں بھول نہیں سکی۔اس وقت بھی وہاں آپ کا کھڑا ہونا پیش نظر ہے۔آپ کی آواز اسی طرح میرے کانوں میں آرہی ہے۔اسی طرح گویا میری چشم تصور آپ کو دیکھ رہی ہے۔جیسے آج کی بلکہ ابھی کی بات ہو۔

(تاریخ احمدیت،جلد چہارم،صفحہ۔۵۸)

خلافت ثانیہ کا انتخاب

۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کا دن ایک خاص دن تھا۔دل دھڑک رہے تھے۔لبوں پر دعائیں تھیں کہ خدا تعالیٰ جماعت کو فتنہ سے بچالے اور خلافت کا قیام ہو جائے۔وہ خلافت جو مبارک ہو اور کوئی بیج ایسا شامل نہ ہو کہ بنیادی عقائد احمدیت کو کمزور کرنے والا ہو۔گو اول دُعا قیام خلافت کی تھی اور کسی بھی خاص فرد کا خیال ہمارے دلوں میں نہ تھا مگر یہ ضرور تھا کہ پچھلے چھ سالہ حالات سے جو بعض عناصر کے متعلق علم ہوا تھا،اس سے بہت خوف تھا کیوں کہ حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تو یہی تڑپ ظاہر تھی کہ خلافت قائم رہ جائے،یہ لوگ جس کو بھی منظور کریں ہم بیعت کریں گے مگر اس وقت جماعت اس خطرناک اقدام سے بچ جائے۔شام ہو چکی تھی باہر سے کوئی خبر نہ آچکتی تھی۔حضرت اماں جان اور میں کوٹھی دارالسلام کے برآمدے میں خاموش منتظر بیٹھے تھے کہ باہر سے آواز آئی ’’مبارک ہو خلیفہ کا انتخاب ہو گیا‘‘ حضرت میاں صاحب کی بیعت ہوگئی ہے۔اللہ تعالیٰ کا ہزار شکر کیا۔وہ وقت مسرت اور خوشی کا بھی تھا مگر ساتھ غم بھی تھا۔ایک تو وہ جو پہلے ہی تھا یعنی حضرت خلیفہ اوّلؓ کی جدائی کا۔دوسرا غم چند پرانے لوگوں کے محض تعصب اور ضد اور بغض وکینہ کی وجہ سے سلسلہ سے الگ ہو جانے کا تھا۔(ان میں سے دو چار تو اصل جڑ تھے فتنہ کی اور کچھ محض دوستی کی وجہ سے گھسٹتے چلے گئے تھے)کہ آخر یہ ان کو ہو کیا گیا؟ آنکھوں والے جان بوجھ کر اندھے کیوں بن گئے مگر خدا تعالیٰ کا منشاء اسی صورت میں پورا ہونا تھا اور ’’محمود کی خلافت مقدر تھی۔ایسی پٹی بندھی ایسی زبان اڑ گئی اپنی ایک اسی بات پر کہ خلافت کی جانب نہ آنا تھا نہ آئے اور جماعت نے گوہر درخشاں چن لیا،الحمدللہ۔

خود حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو ان لوگوں کے جانے کا رنج بہت تھا۔ان کی گمراہی کا صدمہ تھا اور جو واپس آیا اس کی بیحد خوشی آپ کو ہوئی۔میر حامد شاہ مرحوم جو دور بیٹھے غلط فہمی میں پہلے پہل مبتلا کر دیئے گئے تھے،جس دن ان کا خط بیعت خلافت کے لیئے آیا،آپ نے سیدھے باہر سے آن کر پہلے حضرت اماں جان کو مبارکباد دے کر یہ بشارت سنائی اور خود فوراً بیت الدعا میں جا کر سجدہ شکر ادا کیا اور نفل بھی پڑھے،میں خود وہاں موجود تھی،دیر تک نماز ودعا کے بعد آپ باہر نکلے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو کبھی بھی خلافت کی آرزو نہ تھی،یہ خلعت محض نصرت الٰہی سے اور اُس کی رضاء سے ان کو پہنایا گیا۔میں نے حضرت خلیفہ اولؓ کے زمانہ سے ہی جب فتنوں کے دھوئیں اٹھنے شروع ہو گئے تھے آپ کی باتیں سنی،آپ کی تڑپ دیکھی تو یہی کہ جماعت فتنہ سے اور عقائد تزلزل سے بچ جائیں۔وہ سال خصوصاً حضرت خلیفہ اولؓ کی علالت کا بہت سخت تھا۔آپ بے حد متفکر رہتے اور دعاؤں میں مصروف رہتے اور گفتگو کا موضوع اکثر یہی ہوتا،ہر وقت ایک کرب کی حالت رہتی تھی۔میرے میاں مرحوم کے ساتھ میں نے متواتر گھنٹوں آپ کو بڑے درد کے ساتھ باتیں کرتا دیکھا ہے اور اسی طرح گھر میں بھی اکثر۔یہ سخت ظالمانہ الزام تھا کہ یہ اپنی خلافت چاہتے ہیں۔میرا تو دل کانپ جاتا ہے آپ کے اندرونی خیالات جانتے ہوئے ایسے افتراء سن کر۔خوامخواہ کی عداوت ہوگئی تھی ایک بے گناہ سے۔اگر خدا تعالیٰ نے ان کو علم بخشا تھا،فراست عطاء فرمائی تھی،خدمت دین کی سچی تڑپ دل میں بھر دی تھی تو یہ اس مولا کریم کا احسان اور اس کا فعل تھا دیکھنے والے دیکھ رہے تھے کہ؛

بالائے سرش زہوش مندی ۔ می تافت ستارہ بلندی

صاف قلوب والے محبان صادق خوش ہوتے تھے مگر حاسد ناحق جل کر الزام تراشیوں اور سازشوں پر اتر آئے تھے۔

آپ خلیفہ ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو بشارت پسر موعود کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ملی تھی اس کا لفظ بلفظ پورا ہوتے ایک عالم نے دیکھ لیا۔آپ کے ہاتھوں سے عظیم الشان کام سرانجام پائے۔جو عہد آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جسد مبارک کے سامنے کیا تھا وہ ایسا نبھایا کہ جیسا نبھانے کا حق ہے۔قدم قدم پر نصرت الٰہی اپنی پوری شان سے شامل حال ہو کر جلوہ گر نظر آئی۔آپ کی تفسیریں،درس قرآن،تحریریں اور تقریریں،آپ کے خطبات ایک بیش بہا اور بہت بڑا ذخیرہ ہیں۔اس پر آپ کی قوت عمل،قوت فیصلہ،عظم راسخ،جماعت کی ہر موقع پر رہنمائی،دنیا کے ہر گوشہ میں احمدیت کے اسلامی مشن کے قیام،غرض ہر بات کو دیکھ کر صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس وجود میں خدا تعالیٰ نے ایک خاص روح پھونک دی تھی اور اس کا خاص فضل اور رحم آپ کے ساتھ ساتھ چلتا رہا ہے۔آپ کے کارناموں سے دشمن بھی منکر نہیں ہو سکتا۔ایک کمزور صحت کا لڑکا جس کو خدائے قادر ومقتدر نے میدان میں اتارا بڑے بڑوں سے بازی لے گیا۔جو کام عالم اسلام علم،دولت اور زبانی دعویٰ کے باوجود مل کر نہ کر سکا تھا وہ اس نے کر دکھایا۔حاسد اور معاند بھی محض لغو باتیں بنانے کے سوا اور کچھ نہ کر سکے اور قوم کے افراد،کم سمجھ نادان بھی اور عقل وشعور رکھتے ہوئے بھی،ایمان نہ لانے والے تک سبھی ایک بار انگشت بدنداں ضرور رہ گئے۔

(تاریخ احمدیت،جلد چہارم،صفحہ۔ا،پیش لفظ)

رحمت کا نشان

ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ صحن میں کھڑے ہیں،میں پاس کھڑی ہوں۔میں نے منہ اوپر اٹھا کر آپ کے چہرہ کی جانب دیکھا اور سوال کیا کہ ’’ابا‘‘ (اسی طرح جیسے بچپن میں مخاطب کرتی تھی)کون سا لڑکا آپ کا وہ خاص نشان ہے؟(رحمت کا نشان وغیرہ میرے ذہن میں ہے) آپ نے میری طرف سر جھکا کر میری نظروں سے اپنی نظریں ملائیں۔ان نظروں کی خاص روشنی،خاص گہرائی،خاص پیار میں کبھی نہیں بھول سکتی۔گو یہ میرا خواب پرانا ہے لیکن میں اس وقت بھی وہ سب کچھ دیکھ رہی ہوں اور سن رہی ہوں اور فرمایا بہت ہی شیریں آواز میں کہ’’ سارے ہی اپنے اپنے وقت پر میری دعاؤں سے فیض پائیں گے مگر یہ زمانہ محمود کا زمانہ ہے‘‘۔میرے دل نے یقین رکھا اسی وقت سے کہ وہ خاص بیٹا میرے پیارے بھائی محمود ہی ہیں۔

بقیہ ۔خودترسی اور جذباتی کمزوری

ہیں ۔بچوں کو ہر پہلو سے شکر کرنا سکھائیں چھوٹی چھوٹی خوشیوں کو وہ زیادہ سے زیادہ انجوائے کرے، ناشکری نہ کرے۔جب بچے شکایت لگائیں تو اس سے پوچھیں تم نے کیا کیا تھا بچے کہہ دیتے ہیں میں نے تھپڑ مارا اُس نے دھکا دیا آپ کہہ دیں بس حساب برابر بچے اپنے جھگڑے خود نپٹانا سیکھ جائیں۔دل کو پاک رکھنے سے مضبوطی آتی ہے جب روح اور جسم بھی پاک ہوں دل کی پاکیزگی کا مطلب ہے کہ

آخر دعا ہی ہمارا ہتھیار ہے

ہر قسم کے بُرے خیالات کینہ غصہ شرک عداوت بُرے منصوبے نفرت جھوٹ سے دل پاک ہوں بچوں پر چھوٹی چھوٹی ذمہ داریاں ڈالیں اس سے وہ خوش ہوں گے پھر ایک حد تک تعریف بھی کریں اور تنقید بھی ،بچوں کو تنقید برداشت کرنے کی عادت ہو۔ایک بار ہم نے بچوں کے ساتھ کسی پارک میں جانا تھا ایک چھوٹی سی بچی نے کہا مجھے راستہ آتا ہے وہ آگے آگے چلنے لگی سارے بچے اُس کا مذاق اڑا رہے تھے ہمیں چین لے کر جا رہی ہے، یہ ہمیں گم کر دے گی وغیرہ مگر وہ ہنستی رہی اور کہتی رہی میں صحیح راستے پر جا رہی ہوں،آخر وہ ہمیں پارک میں لے گئی۔بچے اتنے مضبوط ہوں کہ بات بات پر رونا نہ شروع کر دیں،یہ مضبوطی تقویٰ کے ساتھ ہو،اگر تقویٰ کے بغیر ہوگی تو توازن نہ ہوگا،ایسا بچہ بے رحم اور ظالم ہوگا۔بیماری میں بچوں پر زیادہ ترس نہ کھائیں بلکہ اُسے خود کھڑا ہونے دیں،اکثر بچے اُس وقت کمزور ہو جاتے ہیں۔بچے کو یہ سکھانے کی کوشش کریں کہ وہ اپنی کمزور حالت کو طاقت میں بدلے۔ایک بہترین مقرر اور لیڈر ایسا تھا کہ شروع میں ہکلاتا تھا مگر اُس نے بے حد پریکٹس کی اور یہ مقام حاصل کیا۔بچے کو یہ محسوس نہ ہو کہ ہمارے والدین کا علم کم ہے،اس سے بچے خود بھی کمزور ہوتے ہیں اگر بچہ کچھ پوچھے تو مطالعہ کر لیں پھر جواب دیں۔دعا ہے کہ ہمارے بچے خود پر ترس کرنے والے کمزور

Vol. 11 Monthly Akhbar-e-Ahmadiyya Germany Issue 2

National Shoba Tasneef, Ahmadiyya Muslim Jamaat, Genfer Str. 11, 60437 Frankfurt/M, Tel:069-50688652, Fax:069-50688666, Email: akhbar3@yahoo.com

مصلح موعودؓ

(کلام حضرت قاضی ظہور الدین اکملؓ)

میں اپنی دُعاؤں کا اثر دیکھ رہا ہُوں
وُہ رَشکِ قمر بارِ دِگر دیکھ رہا ہوں

احمد کے گُلستاں میں کِھلا ہے گُلِ رعنا
خوشبو سے دماغ اپنا جو تر دیکھ رہا ہوں

جو مہدیٔ موعودؑ کو دکھلایا گیا تھا
وہ سامنے جنت کا ثمر دیکھ رہا ہوں

دوشنبہ مبارک ہے، دوشنبہ کہ پس از دو
مَوعُود سُوم فضل عُمر دیکھ رہا ہوں

اللہ تِری قُدرتِ بے حد کے نشانات
بے شک وشبہ شام وسحر دیکھ رہا ہوں

یہ بڑھتا ہُوا شوق ہے میرا کہ جو منزل
تھی دُور بہت زیرِ نظر دیکھ رہا ہوں

تقدیرِ اُمَم کھائیگی پلٹا کوئی دن میں
پھر آج بہم شمس وقمر دیکھ رہا ہوں

اِک جام پلا کر مجھے سرمست بنا دے
اے مست نظر تیری نظر دیکھ رہا ہوں

جب بارگہِ حُسن میں جُھکنے کو نہ آئے
اُڑتے ہوئے کٹتے ہوئے سر دیکھ رہا ہوں

فرعون کا بیڑا تو ہُوا چاہتا ہے غرق
مُوسیٰ کو بصد فتح وظفر دیکھ رہا ہوں

مغرب سے جو اُٹھے ہیں ملاحم کے شرارے
اِس شر میں بھی مَیں خیر وبشر دیکھ رہا ہوں

اب دیکھیئے کب ہوتا ہے دیدار پُر انوار
مُدّت ہی سے میں جانب در دیکھ رہا ہوں

تقدیر نے کی ہے جو زبوں حالیٔ اقوام
دیکھی نہیں جاتی ہے مگر دیکھ رہا ہوں

(مطبوعہ الفضل نمبر ۳٦ جلد نمبر ۳۱، مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۴۴ء، بحوالہ نغمۂ اکمل صفحہ ۳۳۳، ۳۳۴) (سُوم: بمعنہ "دوشنبہ" سوم

پسر موعود

خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے **تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے** ایک شخص کھڑا کیا جائے گا۔ جس میں میں روح القدس کی برکات پھونکوں گا وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہوگا۔ اور مظہر الحق والعلاء ہوگا گویا خدا آسمان سے نازل ہوا۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۵٦ مطبوعہ ۱۹۰۲)

احباب جماعت کا فرض

رقم فرمودہ جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ جج عالمی عدالت انصاف ھیگ ھالینڈ

"تاریخ احمدیت" کی پانچویں جلد سے خلافت ثانیہ کی تاریخ کی ابتداء ہوتی ہے۔ یعنی اس دور کی جس کی خبر پہلے سے وحی الٰہی میں ان پُرشوکت الفاظ میں دی گئی ہے "مَظهَرُ الاَوّلِ وَالاٰخِرِ مَظهَرُ الحقِ وَالعُلاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ"۔ خلافت ثانیہ کی تاریخ ایک لحاظ سے سبز اشتہار کی پیشگوئی کے ظہور کی تفصیل ہوگی لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ایسی عظیم الشان **پیشگوئی کا ظہور صرف ایک بار نہیں بلکہ بار بار ہوتا ہے** اور صرف ایک دور تک محدود نہیں رہتا بلکہ لمبے عرصہ تک چلتا ہے۔ جو نشان اس کے ظہور کی تائید میں ظاہر ہوتے ہیں وہ صرف ایک ملک یا ایک نسل کی ہدایت کا موجب اور ذریعہ نہیں بنتے ان کا حلقہ اثر بہت وسیع اور ممتد ہوتا ہے۔ خود پیشگوئی کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ اس پیشگوئی کا موعود دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا اور بہتوں کی ہدایت کا موجب ہوگا۔ اس لیئے یہ نہایت ضروری ہے کہ سلسلہ کی تاریخ کی حفاظت کے علاوہ پیشگوئی کی تائید میں ظاہر ہونے والے نشانوں کی تاریخ اور تفصیل کو نہایت احتیاط سے محفوظ کرلیا جائے۔ یہ ذمہ داری اگر موجودہ نسل کے ہاتھوں سے پوری طرح سرانجام نہ دی گئی تو آنے والی نسلوں کو شکوے کا حق بجا طور پر ہوگا کہ ہم نے غفلت سے کام لیا اسی طرح ہم اللہ تعالیٰ کے حضور بھی جواب دہ ہوں گے۔۔۔۔۔۔۔(۔محمد ظفر اللہ خان۔ لنڈن، ۳۰ اکتوبر ۱۹٦۴ء۔ (بحوالہ تاریخ احمدیت، جلد نمبر ۴، پیش لفظ، د)

خبریں

پلاسٹک، ذیابیطیس کا ایک سبب

حال ہی میں کی گئی ایک تحقیق سے ثابت ہُوا ہے کہ پولی کاربونیٹ پلاسٹک کے کچھ اجزاء ذیابیطیس کے امکانات کو بڑھا دیتے ہیں۔ چوہوں پر کی گئی ایک تحقیق کے نتائج میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ پولی کاربونیٹ میں موجود بِس فینول اے (bisphenol.A) ذیابیطیس کے امکانات کو بڑھانے کا موجب بنتا ہے۔ کیونکہ پلاسٹک ہمارے روزمرہ کی کھانے پینے کی اشیا میں استعمال ہوتا ہے اس لیئے "بِس فینول اے" کے خوراک اور پانی میں حل ہوجانے کے امکانات بھی زیادہ ہوجاتے ہیں اور اس طرح یہ بیماری کا موجب بن جاتا ہے۔

کاربن ڈائی اوکسائیڈ CO_2 کے ذریعہ گندم کی پیداوار میں اضافہ

دنیا کے مختلف ممالک میں سائنسدانوں نے تجربات کے دوران مشاہدہ کیا ہے کہ اگر گندم کے پودوں کو کاربن ڈائی اوکسائیڈ گیس کی مقدار عام ہوا میں موجود مقدار سے تین گنا زیادہ دی جائے تو ان کی بڑھنے کی رفتار اور پیداوار (فی پودا) زیادہ ہوجاتی ہے۔

اس سے پہلے یہ بات مشاہدہ میں آئی تھی کہ کاروں کی گزرگاہ کے قریب پودوں کی بڑھنے کی رفتار زیادہ تیز تھی اور اس کی وجہ کاربن ڈائی اوکسائیڈ کی اس جگہ زیادہ مقدار کا ہونا تھی۔

اس کے علاوہ اشیائے خوردونوش کو زیادہ دیر تک محفوظ رکھنے کے لئے بھی کاربن ڈائی اوکسائیڈ استعمال کی جا رہی ہے۔ مایہ گیس جس کا درجہ حرارت منفی پچاس ڈگری سنٹی گریڈ ہوتا ہے، کو ان اشیاء میں سے گزارا جاتا ہے جس سے یہ بھی منفی پچاس ڈگری سنٹی گریڈ درجہ حرارت پر جم جاتی ہیں اور دیر تک محفوظ رہتی ہیں۔

جرمن شہریت کے لئے زبان لکھنے کی اہلیت ضروری نہیں

ایک غیر ملکی کی جرمن زبان لکھنے کی اہلیت اُس کے جرمن شہریت حاصل کرنے کے لئے لازمی معیار نہیں ہے۔

یہ فیصلہ جرمنی کی ایک قومی انتظامی عدالت نے ایک ترک باشندے کی اپیل پر کیا جو گذشتہ ستائیس سال سے جرمنی میں رہ رہا تھا اور اُس کی شہریت حاصل کرنے کی درخواست اس وجہ سے ردّ کردی گئی تھی کہ وہ جرمن زبان کا تحریری امتحان پاس نہیں کرسکا تھا۔

عدالت نے اپنے فیصلہ میں یہ بھی لکھا کہ شہریت حاصل کرنے کے لئے اتنا کافی ہے کہ درخواست گزار کو جرمن پڑھنی آتی ہو یا وہ لکھا ہوا کوئی پیراگراف کسی کو سُنا سکے۔

مسلمانوں کے لئے شہریت کا نرالا قانون

"جرمن مرکزِ اسلامی" نامی تنظیم سپریم کورٹ میں صوبہ "باڈن وُورٹم برگ" کے اس قانون کے خلاف اپیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جس کے تحت ۵۷ مسلمان ممالک سے آئے ہوئے مسلمانوں کو جرمن شہریت حاصل کرنے کے لئے ایک ٹسٹ دینا لازم ہے جس کا مقصد مختلف معاملات زندگی میں ان کے نقطہء نظر کا حصول ہے۔ اس سال کے شروع میں اس صوبہ نے ان لوگوں سے ایک سوال نامہ پُر کروانا شروع کیا جو جرمن شہریت کا حصول چاہتے ہیں۔ صوبائی حکومت کے شہریت دینے والے دفاتر نے اس سوال نامہ میں اور سوالوں کے علاوہ یہ سوال بھی رکھے ہیں کہ "آپ کا کیا خیال ہے کہ ایک بیوی کو اپنے شوہر کا مکمل فرماں بردار ہونا ضروری ہے؟ اور اگر وہ شوہر کی تابعداری نہ کرے تو شوہر اسے جسمانی سزا دے سکتا ہے؟ مزید یہ سوال کہ آپ کا ردعمل کیا ہوگا اگر جرمنی میں سرکاری ملازم کھلے عام ہم جنس پرستی کا رجحان اپنالیں؟۔

صوبہ کے وزیر قانون "مسٹر اولرش گول"، جن کا تعلق ایف۔ڈی۔پی (FDP) پارٹی سے ہے، نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ شہریت کے حصول کے لئے اس قانون کا آغاز ایک اچھا قدم ہے، یہ اور بات ہے کہ ہم سوال نامہ کچھ بہتر نہیں بنا سکے۔ (ڈارمسڈ ڈایشو، بحوالہ ،ڈی۔پی۔اے/اے۔پی)

سردیوں میں سیر

جرمنی کے صوبہ بائرن میں جہاں باقی ملک کی نسبت زیادہ سردی پڑتی ہے سردیوں میں اور خاص کر برف پر سیر کرنے کا رواج بڑھتا جا رہا ہے۔ پیدل چلنے والوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے، ان کا کہنا ہے کہ پیدل چلنا صحت کے لئے مفید ہے، یہ لوگ فیشن کے طور پر بھی مل کر "گروپ پروگرام" بناتے ہیں۔ دوسری طرف مختلف کمپنیاں بھی دوسرے شہروں سے شوقین لوگوں کو لے کر جانے اور کم قیمت پر سیر کروانے کے پروگرام ترتیب دے رہی ہیں، پیدل چلنے کے علاوہ ان میں کیمپنگ، اور سکیٹنگ کے پروگرام بھی شامل ہیں۔